



الاضواء AL-AZVĀ

ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904

Volume 34, Issue, 51, 2019

Published by Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of the Punjab, Lahore, 54590 Pakistan

عموم بلوی کی تطبیقی شرائط ایک تحقیقی جائزہ

Conditions for Application of the Principle of General Affliction in Islamic Law: A critical analysis

محمد عثمان دورانی*

حافظ عبدالباسط خان**

Abstract:

General affliction (Umūm al-Balwā) is considered to be among seven reasons for mitigation in Islamic law. It is defined by Muslim jurists as conceding an impermissible practice becoming unavoidable for people at large to an extent that nobody gets rid of it. Keeping in view the consequences of this principle they have provided with all necessary details of it. The most important condition for application of this rule is that impermissibility of the issue that had become General affliction must not be established by divine text. Furthermore, state of necessity must be factual not fanciful. They have clearly stated that this principle brings mitigation only where necessity is not limited to some people but it must be prevailed in society. The use of gelatin derived from pig may be permissible on two grounds; principle of denaturation and principle of General affliction.

Key Words: General Affliction, Islamic Law, Contemporary Jurisprudential Issues

فقہاء نے احکام شرعیہ میں تخفیف کا سبب بننے والے سات اسباب بیان فرمائیں ہیں جنہیں "اسباب تخفیف" کہا جاتا ہے یہ وہ اسباب ہیں جن کے تغیر سے احکام شریعت میں تغیر رونما ہوتا ہے۔ ان اسباب کی بنیاد پر احکام شریعت میں تغیر کا سلسلہ عہد رسالت سے لے کر ہنوز جاری ہے۔ انہی اسباب میں سے ایک سبب "عموم بلوی" ہے۔ حرج و مشقت کے ازالہ میں "عموم بلوی" کو اہم حیثیت حاصل ہے اور اس کا دائرہ اثر بھی خاصا وسیع ہے۔ عصر حاضر کے بہت سے پیچیدہ مسائل کی بنیاد "عموم بلوی" پر ہے اس لئے اس کی تنقیح ضروری ہے۔

عموم بلوی کا معنی ہے مصیبت کا عام ہوجانا، آزمائش میں مبتلا ہوجانا اور سب کا یا اکثر کا کسی مصیبت میں پھنس جانا ہے۔ عموم بلوی دو لفظوں کا مرکب ہے: 1- عموم 2- بلوی

*پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

مناسب یہ ہی کہ ان دونوں الفاظ کے لغوی معنی کو الگ الگ بیان کر دیا

جائے تاکہ اس مرکب لفظ کی تشریح و تفہیم بہتر انداز سے ہوسکے۔

عموم کے لغوی معنی:

عموم کے لغوی معنی عام ہونا، شامل ہونا پھیل جانا، احاطہ کرنا، اور کثرت کے ہیں۔ یہ باب نصر ینصر سے ہے اور اس کے حروف اصلیہ (ع، م، م) ہیں اور یہ عم یعم کا مصدر ہے۔ صاحب "مختار الصحاح" فرماتے ہیں:

العمامة ضد الخاصة و عمّ الشيء یعم بالضم عُموماً أي شمل الجماعة
يقال عمّهم بالعطية.¹

عام خاص کی ضد ہے اور اس کا معنی ہے چیز عام کا ہونا اور پیش کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا اطلاق پوری جماعت پر ہوتا ہے جیسے کہا جاتا ہے ان سب کو عطیہ میں شامل کر لیا۔ علامہ راغب اصفہانی عموم کے معنی پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

العموم وهو الشمول وذلك باعتبار الكثرة . ويقال عمهم كذا وعمهم بكذا عما وعموما والعمامة سموا بذلك لكثرتهم وعمومهم في البلد²
عموم کا معنی شمول ہے اور یہ کثرت کے اعتبار سے ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ چیز عام ہوگئی اور پبلک کو "العمامة" کہا جاتا ہے اس لیے کہ شہر میں عام لوگوں کی کثرت ہوتی ہے۔
علامہ جرجانی اپنی شہرہ آفاق کتاب "التعريفات" میں عموم کا لغوی معنی لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں:

العموم في اللغة عبارة عن إحاطة الأفراد دفعة³

عموم کا لغوی معنی ہے ایک ساتھ افراد کا احاطہ کرنا۔

عمیم الاحسان برکاتی نے یہ معنی بیان کیے ہیں:

عموم کا لغوی معنی ہے افراد کو شامل ہونا اور افراد کا ایک ساتھ احاطہ کرنا ہے۔⁴

الموسوعة الفقهية الكويتية میں یہ معنی بیان ہوئے ہیں:

العموم: (باب نصر سے) عم یعم عموماً کا مصدر ہے، اس سے اسم فاعل "عام" ہے اور لغت میں اس کے بعض معانی: شامل ہونا اور عام ہونا ہے، کہا جاتا ہے: عم المطر البلاد: پورے ملک میں بارش ہوئی، اور اسی معنی میں اہل عرب کا قول ہے: عمهم بالعطية یعنی ان سب کو عطیہ میں شامل کر لیا، اور کہا جاتا ہے: خصب عام (عام خوش حالی) جبکہ زرخیزی اور خوش حالی شہروں اور شہر والوں کو شامل ہو۔⁵

اصولیین کے نزدیک عام کا معنی:

کتب اصول فقہ میں بھی عموم کا لفظ شمول و تناول کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ "فواتح الرحموت" میں ہے:

العموم لغة و عرفاً (لمطلق الشمول وهو معقول في المعنى) كما في اللفظ كعموم المطر للبلاد والصوت للسامعين⁶

عموم کا لغوی اور عرفی معنی مطلقاً شمول ہے اور معنی کے مناسب بھی یہی ہے جیسا کہ الفاظ میں ہے، جیسے شہروں کے لیے بارش کا اور سامعین کے لیے آوازوں کا عموم و شمول ہے۔
نور الانوار میں ہے:

امالعام: فما يتناول افراد متفقة الحدود على سبيل الشمول⁷
عام وہ لفظ ہے جو ایسے تمام افراد کو ایک ساتھ مجموعی طور پر شامل ہو جو متفقتہ الحدود ہوں۔

بلوی کے لغوی معنی:

بلوی کے لغوی معنی آزمائش، امتحان، جانچنا، مشقت اور تکلیف کے ہیں۔ یہ باب نصر ینصر سے ہے اور اس کے حروف اصلیہ (ب، ل، ی) ہیں اور یہ بلا، بیلو کا مصدر ہے۔
مختار الصحاح میں ہے:

البلیۃ و البلوی و البلاء واحد والجمع البلیایا⁸
البلیۃ و البلوی و البلاء یہ تمام الفاظ ہم معنی ہیں اور ان کی جمع بلایا ہے۔
ابن اثیر الجزری نے النہایۃ فی غریب الحدیث والاثار میں یہ معانی بیان کیے ہیں:
والابتلاء فی الأصل الاختبار والامتحان . یقال بلوته وأبلیتہ وابتلیتہ⁹

اصل میں ابتلاء سے مراد آزمائش اور امتحان ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے میں نے اس کو آزمایا۔

صاحب "لسان العرب" نے بھی یہی معنی بیان کیے ہیں۔¹⁰
خلیل بن احمد فراہیدی کہتے ہیں:
والبلیۃ الدایۃ التي كانت تُشدُّ فی الجاهلیۃ علی قبر صاحبها رأسها فی الولیۃ حتی تموت¹¹

بلیہ اس اونٹنی کو بھی کہتے ہیں جس کو ایام جاہلیت میں اس کے مالک کی قبر پر باندھ دیا جاتا تھا اور اس کو چارہ پانی کچھ نہیں دیا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ مرجاتی تھی۔

مفردات راغب میں ہے:

تکلیف کو کئی وجوہ سے بلاء کہا گیا ہے ایک تو اس وجہ سے کہ تکالیف بدن پر شاق ہوتی ہیں اس لئے انہیں بلاء سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

دوم یہ کہ تکلیف بھی ایک طرح سے آزمائش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَنَّكُمْ¹²
اور ہم تو لوگوں کو آزمائیں گے تاکہ جو تم میں لڑائی کرنے اور ثابت قدم رہنے والے ہیں ان کو معلوم کریں۔
سوم اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی تو بندوں کو خوش حالی سے آزماتے ہیں کہ

شکر گزار بنتے ہیں یا نہیں اور کبھی تنگی کے ذریعہ امتحان فرماتے ہیں کہ ان کے صبر کو جانچیں۔ لہذا مصیبت اور نعمت دونوں ہی آزمائش ہیں۔¹³

"التعاریف" میں عبد الرؤف مناوی لکھتے ہیں:

البلاء كالبليّة وسمي الغم بلاء لكونه يبلي الجسد¹⁴

بلاء بليّة کی مانند ہے اور غم کو بلاء اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ جسم کو گھلا دیتا ہے۔

مذکورہ لغوی معانی سے یہ بات واضح ہوئی کہ بلوی، مشقت، مصیبت، غم، تکلیف، آزمائش، امتحان، جانچنا پرکھنا، بوسیدہ کرنا، تھکا دینا اور تجربہ کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔¹⁵

ابتلاء کا فقہی معنی:

فقہاء کے نزدیک ابتلاء کے لفظ کا اطلاق حرام پر بھی ہوتا ہے علامہ زیلعی نے "تبيين الحقائق" میں لکھا ہے:

ودلت المسألة على أن الملاهي كلها حرام حتى التغني بضرب
القضيب، وكذا قول أبي حنيفة ابتليت يدل على ذلك؛ لأن الابتلاء
يكون بالمحرم¹⁶

یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جملہ لہو ولعب حرام ہیں، اسی لیے امام ابو حنیفہ کا یہ قول "میں مبتلا ہو گیا" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ابتلاء حرام میں ہوتا ہے۔

مفتی نظام الدین "بلوی" کے دائرہ کار کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

محنت، مشقت، امتحان، آزمائش مصیبت، انتہا کو پہنچ جائے تو ضرورت ہے ورنہ کم از کم حاجت ضرور ہے یوں ہی محنت و مشقت وغیرہ سے بچنا اختیاری بھی ہو سکتا ہے اور اضطراری یعنی غیر اختیاری بھی درج بالا معانی کے پیش نظر لفظ بلوی ضرورت، حاجت، اختیاری، غیر اختیاری سب کو عام ہے فنا ہونا، نیست و نا بود ہونا، عاجز ہونا، یہ معنی اضطرار و ضرورت کے مفہوم پر دلالت کرتا ہے، ان معانی کے لحاظ سے بلوی غیر اختیاری و ضروری امور کے ساتھ خاص ہوگا۔¹⁷

عموم بلوی کی تشریح:

اب عموم اور بلوی دونوں الفاظ کو یکجا کیا جائے تو عموم بلوی کی یہ تشریح سامنے آتی ہے۔

سب کا مشقت، مصیبت، آزمائش اور تکلیف سے دو چار ہوجانا عاجز آجانا اور امر ممنوع میں مبتلا ہوجانا۔

عموم بلوی کی اصطلاحی تعریف:

فقہاء متقدمین نے اسباب تخفیف میں عموم بلوی کا ذکر تو کیا ہے مگر اس کی جامع مانع تعریف ان کے ہاں نہیں ملتی اسی طرح ان کی کتب میں صراحتاً عموم بلوی کے نام اور عنوان سے ذکر نہیں ملتا۔ البتہ فقہاء کی ایک

بڑی جماعت کے ہاں اس کی جزئیات اور فروعات کا ذکر ان کی کتب میں پایا جاتا ہے۔

علامہ صنعانی نے یہ تعریف بیان کی ہے:

ومعنى عموم البلوى شمول التكليف لجميع المكلفين أو أكثرهم¹⁸
عموم بلوی کامعنی یہ ہے کہ تمام مکلفین یا اکثر کو تکلیف کا
سامنا ہو۔

قطب مطفی کی تعریف:

شیوع المحظور شیوعاً، یعسر علی المكلف معه تحاشیه¹⁹
ممنوع چیز کا اس طرح پھیل جانا کہ مکلف کے لئے بچنا دشوار
ہو جائے۔

عبدالکریم زیدان کی بیان کردہ تعریف:

ومن عموم البلوى شیوع ما يتعرض له الانسان بحيث يصعب
التخلص منه²⁰

عموم بلوی یہ ہے کہ اس چیز کا پھیل جانا جس سے خلاصی حاصل
کرنا انسان کے لئے مشکل ہو۔

ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی نے یہ تعریف بیان کی ہے:

شیوع البلاء بحيث يصعب على المرء التخلص أو الابتعاد عنه²¹
مصیبت کا اس طرح پھیل جانا کہ انسان کا اس سے خلاصی پانا
اور دور رہنا مشکل ہو جائے۔

معجم لغۃ الفقہاء میں دو تعاریف بیان ہوئی ہیں :

1- عموم البلوی: شیوع الامر وانتشاره علماً أو عملاً مع الاضطرار إليه.²²
عموم بلوی نام ہے کسی امر کے لوگوں کے ما بین علمی یا عملی اعتبار سے
اس طرح شائع اور ذائع ہو جانے کا کہ لوگ اس کے اختیار کرنے پر مجبور
ہوں۔

2- عموم البلوی: شیوع المحظور شیوعاً " یعسر علی المكلف معه تحاشیه²³
عموم بلوی نام ہے: ممنوعات کے اس طرح شائع ذائع ہو جانے کا کہ اس کے عدم
استعمال سے مکلف دشواری و پریشانی میں مبتلا ہو جائے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی عموم بلوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

” عموم بلوی سے مراد کوئی ایسی (ناپسندیدہ یا نا مناسب) حالت
جو اتنی عام ہو جائے اور اس قدر پھیل جائے کی اس سے بچنا
مشکل ہو جائے۔ عموم بلوی کے نتیجہ میں بعض احکام میں
تخفیف ہوجاتی ہے۔ عموم بلوی کا عام اصول یہ ہے کہ جن
معاملات میں نص قطعی موجود نہ ہو وہاں عموم بلوی کی وجہ
سے مکروہات میں تخفیف کی جاسکتی ہے۔“²⁴

ڈاکٹر عبد المالک عرفانی نے عموم بلوی کی یہ تعریف بیان کی ہے:

عموم بلوی سے مراد کسی بلا، مصیبت یا شدید مشقت کا اس قدر عام ہو جانا ہے کہ لوگوں کے لیے اس سے بچنا مشکل ہو جائے۔

25

فقہاء کی بیان کردہ تعریفات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عموم بلوی سے مراد کسی امر ممنوع کا اس طرح پھیل جانا ہے کہ اس سے پہلو تہی کرنا مکلفین کے لئے صعوبت کا سبب ہو اور شریعت کا مطمع نظر مکلفین سے صعوبتوں کا ازالہ ہے۔

خصوص البلوی:

جب کوئی مصیبت، تکلیف، مشقت، تنگی یا ضرر عام ہو جائے تو فقہاء اسے عموم بلوی میں شمار کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جب یہی صورت خاص مواقع پر یا خاص حالات میں رونما ہو یا خاص افراد کو یا اکا دکا افراد کو اس کا سامنا ہو تو اسے خصوص البلوی کہا جاسکتا ہے۔ اس کی مثال سلسل البول کے مریض کی ہے اور اس شخص کی ہے جسے مزی کا مرض لاحق ہو اور اس عورت کی ہے جسے بچے کو دودھ پلانے کی وجہ سے ایسی نقابت کا سامنا ہو کہ وہ روزے رکھنے پر قادر نہ ہو۔

خصوص البلوی کی صورتیں:

ڈاکٹر عبد المالک عرفانی نے خصوص البلوی درج ذیل صورتیں بیان کی ہیں۔

- 1- دفاع نفس 2- نقص طبعی 3- سفر 4- مرض
- 5- موسمی حالات
- 6- سکران 7- نسیان 8- جہل 9- جنگ²⁶

حجیت عموم بلوی:

شریعت میں اصل چیز تو مکلفین کے لئے آسانی پیدا کرنا ہے اور ان سے حرج، تنگی اور ضرر کو دور کرنا ہے اور ہر وہ چیز جو مکلفین کے لئے تنگی، مشکل اور تنفیر ناس کا سبب ہو شریعت میں اس کا حکم ساقط ہوتا ہے۔ قرآن وحدیث میں اس کے بہت سے دلائل موجود ہیں نمونہ کے طور پر چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

قرآن کی روشنی میں:

1- يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنَكُمْ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يُلْغُوا الْحُلْمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثَ عَوْرَاتٍ لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ²⁷

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خدام اور بچوں کا گھروں میں آنا جانا بکثرت ہوتا ہے اور ان پر اجازت کی پابندی لگانا دشواری اور تنگی کا سبب ہے۔ اس آیت مبارکہ میں عدم استیذان کی علت یہ بیان فرمائی ہے: طَوَافُونَ عَلَيْكُمْ مفسرین نے اس کا معنی خدمت بیان فرمایا ہے یعنی وہ (خدام اور بچے) تمہارے پاس خدمت کی غرض سے بار بار آنے والے ہیں پس

اگر استیذان کو ہر وقت لازم کر دیا جائے تو اس سے تنگی پیدا ہوگی اور وہ نص کی وجہ سے شرعاً اٹھا لی گئی ہے۔²⁸

آیت بالا میں طوافوں کا لفظ خدمت پر دلالت کرتا ہے اور خدمت میں تکرار و تردد کی بکثرت ضرورت پیش آتی ہے اس لئے خدام پر اجازت کی پابندی لگانے سے دشواری اور تنگی پیدا ہوتی ہے۔ ”طَوَّفُونَ عَلَيْكُمْ“ میں یہی حکمت بیان ہوئی ہے۔ اور یہی چیز عموم بلوی ہے۔

2- وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ²⁹

اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔

حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی ﷺ سے اس آیت وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ، کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا حرج سے مراد ہے تنگی۔³⁰

حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات میں تم پر تنگی نہیں فرمائی اور تمہیں اسی چیز کا مکلف بنایا جو تمہیں عاجز کر دینے والی نہ ہو۔³¹

3- يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ³²

اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری۔

4- يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يَخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا³³

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان تو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

دین اسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انسان کی فطری کمزوریوں کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور کسی پر ایسی تکلیف نہیں ڈالی گئی جو اس کے لیے ناقابل برداشت ہو۔ اسی لئے ابتلاعام کی صورت میں احکام میں تخفیف ہوجاتی ہے۔

5- لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا³⁴

اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔

اس آیت کا منطوق مکلفین سے تنگی کے ازالہ پر اور ان کے لیے آسانی کی راہ ہموار کرنے کے لئے واضح دلیل ہے اور اس میں تکلیف مالا یطاق کی نفی کی گئی ہے اور یہ آیت احکام میں عموم بلوی کی مشروعیت پر بین دلیل ہے۔

احادیث کی روشنی میں:

1- عن عائشة قالت ما خیر رسول الله صلی الله علیه وسلم فی أمرین إلا اختار أيسرهما ما لم یکن إثما³⁵

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ سب سے زیادہ آسان کام کا انتخاب فرماتے بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہوتا۔

- 2- عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم أحب الدين إلى الله الحنيفية السمحة
- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو آسان دین حنیف زیادہ پسند ہے۔³⁶
- 3- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں آسان دین حنیف کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔³⁷
- 4- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے سختی کرنے والا اور تکلیف پہچانے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ اس نے مجھے آسانی فراہم کرنے والے معلم کی حیثیت سے بھیجا ہے۔³⁸
- 5- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے، خبردار! اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں۔ اور کچھ طریقے مقرر کیے ہیں کچھ حدود و قیود رکھی ہیں، بعض چیزیں حلال اور بعض حرام قرار دی ہیں۔ اور دین کو شریعت بنایا اور اسے آسان، سہل اور واضح بنایا ہے اور اسے تنگ نہیں بنایا۔³⁹
- 6- داود بن صالح بن دینار تمار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی مالکن نے انہیں ہریسہ دے کر ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تو انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے پایا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے کھانا رکھ دینے کا اشارہ کیا (میں نے کھانا رکھ دیا)، اتنے میں ایک بلی آ کر اس میں سے کچھ کھا گئی، جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نماز سے فارغ ہوئیں تو بلی نے جہاں سے کھایا تھا وہیں سے کھانے لگیں اور بولیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "یہ ناپاک نہیں ہے، کیونکہ یہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں سے ہے"، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلی کے جھوٹے سے وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔⁴⁰
- رسول اکرم ﷺ نے اس کی طہارت کی علت یہ بتائی یہ وہ کثرت سے چکر لگاتی ہے، یعنی کثرت سے برتنوں اور کپڑوں کو چھونے کے سبب اس سے احتراز دشوار ہے حالانکہ وہ چوبا اور مردار کھاتی ہے۔⁴¹ ان تمام احادیث سے حرج و مشقت کی نفی ثابت ہوتی ہے اور عموم بلوی کی وجہ سے احکام میں تخفیف و تیسیر ثابت ہوتی ہے۔
- حرج اور عموم بلوی میں فرق:**
- حرج اور عموم بلوی میں عموم و خصوص کی نسبت ہے، یعنی حرج عام ہے اور عموم بلوی خاص ہے بعض لوگ حرج کو خصوص بلوی کا نام دیتے ہیں جیسے کہ ڈاکٹر عبد المالک عرفانی، تفصیل خصوص البلوی کے تحت گزر چکی۔

مفتی محمد نظام الدین حرج اور عموم بلوی میں فرق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

حرج اور عموم بلوی میں فرق یہ ہے کہ حرج عام ہے اور عموم بلوی خاص جہاں عموم بلوی ہوگا وہاں حرج بھی ضرور ہوگا لیکن یہ ضروری نہیں ہے جہاں حرج ہو وہاں عموم بلوی بھی پایا جائے۔ مختصراً اس کی تشریح یہ ہے کہ عموم بلوی میں عوام و خاص سب کا عام طور پر مشقت و ضرر میں ابتلا ضروری ہے جب کہ حرج میں کسی ایک فرد کا مشقت و ضرر میں مبتلا ہونا بھی کافی ہے۔⁴²

عموم بلوی کے اسباب:

مقدمین فقہاء کی کتب میں عموم بلوی کے عمومی اور خصوصی اسباب یکجا طور پر نہیں ملتے، البتہ عموم بلوی کے تحت بیان ہونے والے مسائل میں تعلیلاً ان کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ بعض متاخرین نے بھی متقدمین کی روش کو اپناتے ہوئے اجمالی طور پر ان کا ذکر کیا ہے کسی نے بھی ان کو ایک ساتھ ذکر نہیں کیا۔

اس بارے میں دکتور یعقوب الباحسین کا کہنا ہے: ولم یحدد لهذا السبب ضابط معین⁴³

ان اسباب کی تحدید کے لئے کوئی متعین ضابطہ نہیں ہے۔

شیخ مسلم الدوسری کہتے ہیں کہ شاید دکتور یعقوب الباحسین پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے ان اسباب کی طرف کی اشارہ کیا ہے۔ مگر انہوں نے بھی عموم بلوی کے موضوع کے ساتھ ان اسباب کے تعلق کی تحدید نہیں کی۔⁴⁴ شیخ مسلم بن محمد الدوسری نے عموم بلوی کے سات اسباب بیان فرمائے ہیں۔ ان اسباب میں سے کسی بھی سبب کا کسی بھی شرعی مسئلے میں پایا جانا عموم بلوی کے تحقق کا ذریعہ ہوگا۔ سطور زیریں میں ان اسباب کو اختصار کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

1۔ چھٹکارہ مشکل ہو

اس سبب کی تعبیرات میں علماء کے ہاں مختلف الفاظ پائے جاتے ہیں لیکن ان کا مطمع نظر ایک ہی ہے۔ علماء کی بیان کردہ تعبیرات مندرجہ ذیل ہیں: لا یمكن التحرز عنه⁴⁵

التحرز عنه⁴⁶

أوبما یعسر أویشق الإحتراز منه⁴⁷

یشق الإنفکاک منه والتباعد عنه⁴⁸

أو بما یشق أو بما لا یمكن التحفظ منه⁴⁹

أو بما لا یمكن أو بما لا یستطاع الامتناع عنه⁵⁰

لا یقدرون علی الإنفکاک عنه⁵¹

فقہی نظائر:

اس سبب کی فقہی نظائر ابواب فقہ میں بکثرت پائی جاتی ہیں مشیت نمونہ از خروارے کے طور پر چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1. سڑکوں کی کیچڑ کا حکم

بسب بارش سڑکوں پر کیچڑ ہوجاتا ہے اور یہ کیچڑ غالب طور پر نجس ہوتا ہے اور مکلفین کا اپنے کپڑوں کو اس سے بچانا دشوار کام ہے بایں وجہ اس میں عموم بلوی کا تحقق ہوتا ہے اس لیے اس کیچڑ پر طہارت کا حکم لگایا جاتا ہے جیسا کہ عز الدین بن عبد السلام نے بیان کیا ہے۔ طین الشوارع محکوم بطہارتہ علی الصحیح المنصوص⁵²

صحیح نصوص کے مطابق سڑکوں کی کیچڑ کی طہارت کا فیصلہ ہوجکا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: سڑکوں کی کیچڑ کو معاف قرار دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز ہے۔⁵³ کیچڑ کی طہارت کا حکم اور اس کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے جواز کا حکم اس ابتلا عام کی وجہ سے ہے جسکا مکلفین کو سامنا ہے اور یہی عموم بلوی ہے۔

فخر الاسلام بزدوی فرماتے ہیں: عوام کی سہولت کے پیش نظر مفتی کے لیے رخصتوں کا تلاش کرنا مستحب ہے، مثلاً حمام کے پانی سے وضو کرنا، پاک جگہ بغیر جائے نماز کے نماز پڑھنا اور سڑکوں کی وہ کیچڑ جن کی طہارت کا فتویٰ ہوجکا ہے۔⁵⁴

2- روزے دار کے حلق میں مکھی، مچھر، گردوغبار، آٹے کا غبار⁵⁵ دھواں،⁵⁶ روئی دھنتے ہوئے روئی کے ذرے وغیرہ اس طرح کی چیزوں کا داخل ہوجانا جن سے بچنا محال ہو تو ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔⁵⁷

3- محرم پر سر کا ڈھانپنا ممنوع ہے لیکن سر پر ہاتھ رکھنا ممنوع نہیں ہے۔ اگر ہاتھ رکھنا بھی ممنوع قرار پاتا تو محرم کے لیے اس سے اجتناب کرنا بہت دشوار ہوتا اور یہ ایسی دشواری ہے جس میں عموم بلوی ہے اسی لیے شریعت میں عموم بلوی کی وجہ سے پیدا ہونے والی اس تکلیف سے آسانی پیدا کی گئی ہے۔

امام زرکشی فرماتے ہیں: والعفو عن موضع المحرم یدہ علی رأسہ إذلا یمكن الاحتراز منه⁵⁸

محرم کے لیے سر پر ہاتھ رکھنا معاف قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ اس بچنا محرم پر مشکل ہے۔

4- قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے گراتے وقت جانور میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی ممنوع ہوجاتی ہے، مثلاً کوئی ہڈی ٹوٹ گئی یا چھری کے لگنے سے آنکھ ضائع ہو گئی تو اس صورت میں اسپر کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور قربانی بھی جائز ہوگی اس لیے کہ وہ اس پہنچنے والی مصیبت کو دور کرنے سے عاجز ہے اور یہی عموم بلوی جس کے پیش نظر شریعت میں آسانی پیدا فرمائی گئی ہے۔

امام سرخسی فرماتے ہیں: قیاساً تو یہ قربانی کفایت نہیں کرے گی اس لیے کہ اس میں عیب پیدا ہو گیا ہے اور استحساناً یہ کفایت کرے گی کیونکہ وہ اس عیب کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اس لیے دفع حرج کی بناء پر اس کو معاف قرار دیا گیا ہے۔⁵⁹

5- وہ چیزیں جن کی خریداری میں غرر کا پہلو پایا جاتا ہے مگر اس کے باوجود ان کی بیع جائز ہے، مثلاً انڈہ، انار، اخروٹ، بادام اور ایسی تمام اشیاء جو چھلکے میں ملفوف ہوتی ہیں، اس لیے کہ نہ تو کوئی چھلکے کے اندر داخل ہوکے دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی جان سکتا ہے کہ اس میں چیز صحیح ہے یا خراب ہے، اور اگر کہا جائے کہ اس کو چھلکا اتار کر چیک کرواؤ تو یہ بات نزاع کا سبب ہے خریداری کے وقت اس دھوکے سے بچنا مشکل ہے اس لیے اس کو معاف قرار دیا گیا ہے۔

علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں: انڈہ، انار، خربوزہ، بادام، اخروٹ، پستہ اور اس کی مثل دیگر اشیاء جن میں غرر پایا جاتا ہے، ہر غرر تحریم کا سبب نہیں ہوتا، اور غرر جب آسان ہو اور اس سے بچنا مشکل ہو تو وہ عقد کی درستگی سے مانع نہیں ہوتا۔⁶⁰

2- تکرار فعل

کسی فعل یا حال کا عام مکلفین کے لیے ان کے عمومی احوال میں یا ایک مکلف اور اس کے عمومی احوال میں متعدد بار اس طرح وقوع پذیر ہونا ہے کہ اس سے بچنا دشوار ہو جائے۔⁶¹

کسی فعل کا تکرار مشقت کو لازم کرتا ہے اور یہ عموم بلوی کے اسباب میں سے ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
لولا أن أشق على أمتي أو على الناس لأمرتهم بالسواك مع كل صلاة
62

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت پر یا لوگوں پر گراں نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر نماز کے ساتھ مسواک کا تکرار مشقت کا سبب ہے اور نبی رحمت ﷺ نے اس تکرار کے سبب جو مشقت کا باعث تھا، مسواک کے ایجاب سے منع فرمادیا۔

فقہی نظائر:

1- نیند کے وقوع کا مکلفین پر تکرار ہوتا ہے، اگر نیند کی ہر حالت کو ناقض وضو قرار دیا جائے گا تو یہ مکلفین پر صعوبت کا سبب ہوگا، اس لیے نیند کی بعض حالتیں ناقض وضو ہیں اور بعض نہیں ہیں جیسے قیام اور

جلسے کی حالت میں سونا۔ (ٹیک لگائے بغیر) یہ مکلف پر آسانی کی وجہ سے ہے۔⁶³

2- بغرض تعلیم قرآن بچوں کو قرآن پاک کو چھونے کے لیے وضو نہ کروانے کا حکم مباح قرار دیا گیا ہے، اس لیے کہ اگر اولیاء کو وضو کروانے کا مکلف بنا دیا جائے تو یہ ان کے لیے مشقت کا سبب ہوگا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ تعلیم کی غرض سے قرآن کریم کو چھونا امر لازم ہے، اور نقض وضو کی بناء پر تکرار وضو مشقت کو لازم ہے اس لیے عموم بلوی کی وجہ سے بچوں کو قرآن پاک کو چھونے کے لیے وضو نہ کروانے کا حکم مباح قرار دیا گیا ہے یہی حکم پٹی پر مسح کرنے کا ہے، اس لیے کہ اگر مریض کو ہر وضو کے لیے پٹی کھول کر متاثرہ عضو کو دھونے کا حکم دیا جائے تو اس سے دشواری لازم آئے گی اور یہی عموم بلوی ہے لہذا اس کے لیے پٹی پر مسح کرنا جائز ہے۔

3- مجنون سے (حالت جنون میں) نماز کے چھوڑنے کا تکرار ہوتا رہتا ہے، اس لیے اگر اس کو مرض سے افاقہ کے بعد قضاء نمازوں کی ادائیگی کا مکلف بنا دیا جائے تو اس سے مشقت لازم آئے گی، لہذا اس پر آسانی کرتے ہوئے اس کے لئے قضاء کی مشروعیت کا حکم صادر نہیں کیا جائے گا۔

یہی حکم حائضہ عورت کی حالت حیض میں فوت شدہ نمازوں کا حکم ہے اور یہی حکم نو مسلم کی حالت کفر میں فوت شدہ نمازوں کا ہے۔

4- قسم کے کفارہ میں کفارہ ظہار کے برعکس ایک ہی چیز کو لازم نہیں کیا جائے گا اس لیے کہ قسم کا وقوع اکثر مکلفین سے ہوتا رہتا ہے، لہذا کفارہ قسم میں مکلفین کو اختیار نہ دینے سے مشقت لازم آئے گی اور یہی عموم بلوی ہے۔ اس وجہ سے آسانی کے پیش نظر کفارہ کی ادائیگی میں اختیار کو مشروع قرار دیا گیا ہے۔⁶⁴

3. فعل یا حالت کا پھیل جانا:

کسی فعل یا حالت کا عمومی طور پر اس طرح پھیل جانا کہ مکلفین کو اکثر و بیشتر اس کا سامنا کرنا پڑے اور اس سے بچاؤ اور چھٹکارہ پانے کے لیے تنگی اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کی وضاحت کے لیے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

فقہی نظائر:

1- حالت رضاعت میں بچے کے منہ سے نکلنے والا دودھ اور اس کے منہ سے نکلنے والی رال اور قے کاماں کے جسم اور کپڑوں کو لگ جانا معمولی بات ہے اور ماں کو اکثر و بیشتر اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے عموم بلوی کے تحقق کی وجہ سے اس کو معاف کیا گیا

ہے، اگر اس کو معاف نہ کیا جائے اور عورتوں کو اس کے دھونے کا حکم دیا جائے تو یہ ان کے لیے مشقت کا سبب ہوگا۔⁶⁵

2- اعمال صالحہ کی اصل یہ ہے کہ انہیں بغیر اجرت کے کیا جائے جیسے تعلیم قرآن، آذان اور امامت، لیکن عصر حاضر میں ان اعمال کی بجا آوری پر اجرت لینا عام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بغیر اجرت کے ان اعمال کی بجا آوری نہ صرف مکلفین کے لیے تکلیف کا سبب ہوگی بلکہ ان اعمال کے ضائع ہونے کا بھی سبب ہوگی۔ اسی بات کے پیش نظر فقہاء نے ان اعمال کی بجا آوری کے لیے اجرت لینا کو جائز قرار دیا ہے۔⁶⁶

حقیقت بھی یہی ہے کہ مادیت کے اس دور میں بغیر اجرت کے ان اعمال کی ادائیگی کے لیے کوئی بھی راضی نہ ہوگا۔

3- زمانہ ماقبل میں مساجد کو مقفل کرنا جائز نہ تھا اس لیے کہ یہ جگہیں عبادت کے لیے مخصوص تھیں جبکہ عصر حاضر میں مساجد کو مقفل کرنا بہت عام ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مساجد کو کھلا رکھنا چوروں کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور مساجد کا ہر وقت کھلا ہونا چوروں کے لیے نرم چارہ ثابت ہوگا۔ اور یہ بات کسی بھی ذی شعور سے مخفی نہیں ہے اس لیے یہ فساد و مشقت عموم بلوی کی شکل اختیار کر گیا ہے لہذا اوقات نماز کے علاوہ مساجد کو تالا لگا کے رکھنا جائز ہے اور ازالہ فساد کا ذریعہ ہے۔

4- مدت کا طویل ہونا:

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی فعل یا حالت کا کثرت کے ساتھ یا امتداد زمانہ کے ساتھ اس طرح متصف ہونا ہے کہ تمام مکلفین یا ایک مکلف کے تمام احوال میں وہ اس طرح وقوع پذیر ہو کہ اس سے بچنے کے لئے بہت زیادہ تکلیف اور تنگی کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

فقہی نظائر:

1- خواتین میں نفاس کا وقوع کثرت سے ہوتا ہے اور اس کا زمانہ بھی طویل ہوتا ہے اور اگر عورت کو نفاس کے زمانہ کی فوت

شدہ نمازوں کی قضاء کا مکلف بنایا جائے تو یہ اس پر مشقت و دشواری کو لازم کرے گا اس لیے شریعت نے نفاس کے زمانہ کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء کو خواتین سے عموم بلوی کی وجہ سے ترک کرنے کا حکم دیا ہے۔

2- غلامی جس کا غالب طور پر زمانہ بہت زیادہ ہے اور اگر ہمیشہ اس کے لزوم کا کہا جائے اور اس کے ختم ہونے کی کوئی سبیل نہ ہو تو یہ غلام پر شاق ہوگی اسی لئے مکاتبت کو مشروع کیا گیا ہے تاکہ غلام مستقل غلامی سے چھٹکارہ پاسکے۔⁶⁷

غلاموں کو ہمیشہ کی غلامی سے آزادی دلانے کے لیے شریعت کا مکاتبت کو مشروع قرار دینا عموم بلوی کی وجہ سے ہے تاکہ غلام اس ہمیشہ کی تکلیف اور تنگی سے چھٹکارہ حاصل کرسکے اور فطرتاً آزاد ماحول میں زندگی کی رعنائیوں سے مستفید ہوسکے۔

5- چیز اتنی چھوٹی ہو کہ بچنا محال ہو:

کسی فعل یا حالت کا قلت کے ساتھ اس طرح متصف ہونا ہے کہ تمام مکلفین یا ایک مکلف کے عام احوال یا ایک حالت میں وہ اس طرح وقوع پذیر ہو کہ اس سے بچنے کے لئے بہت زیادہ تکلیف اور تنگی کا سامنا کرنا پڑے۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

فقہی نظائر:

1- مردار کی کھال پر دباغت کے بعد کچھ بال باقی رہ جائیں جن کا زائل کرنا دشوار ہو تو مکلف پر ان کا زائل کرنا لازم نہیں اور انہیں معاف قرار دیا گیا ہے۔⁶⁸

2- نکاح میں شوہر کی طرف سے ایجاب و قبول کے ما بین تھوڑا سا فاصلہ ہوتا ہے اور اس فاصلہ کہ وجہ سے اگر نکاح پر عدم صحت کا حکم لگایا جائے تو یہ شوہروں پر تکلیف کا سبب ہوگا، اس لئے نکاح میں ایجاب و قبول کے ما بین تھوڑے سے فاصل کو معاف کر دیا گیا ہے۔⁶⁹

نکاح میں جب وکیل ایجاب و قبول کرواتا ہے تو اس درمیان تھوڑے سے وقفہ کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ اور اس وقفہ کی وجہ سے نکاح پر عدم صحت کا حکم لگا نارج عظیم کا باعث ہے جس کا سامنا ہر نکاح کرنے والے کو کرنا پڑے گا اس لئے عموم بلوی کی وجہ سے اس وقفہ کو معاف کر دیا گیا ہے اور اس سے نکاح کی صحت پر کوئی اپرنہیں پڑے گا۔

3- مکلف کا اثناء نماز میں ایسے عمل قلیل کا ارتکاب کرنا جو نماز کی جنس سے نہیں ہے تو اگر اس عمل قلیل کی وجہ سے نماز کے باطل ہونے کا حکم لگایا جائے تو یہ مکلف کے لئے مشقت و تکلیف کا سبب ہوگا لہذا نماز میں عمل قلیل کو معاف قرار دیا گیا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: وقال النووي رحمه الله بل إلى أن هذا القدر مما تعم به البلوى ويتعذر أو يشق الاحتراز عنه ويعفى عنه مطلقا وإنما لم يصل به الفرائض احتياطا لها وإلا فمقتضى قوله العفو⁷⁰

پسوؤں کا خون اگر قلیل مقدار میں مکلف کے کپڑوں کو لگ جائے اور اس کو اس کے زائل کرنے کا مکلف بنایا جائے تو یہ اس پر مشقت کا سبب ہوگا، اس لئے اس کو معاف قرار دیا گیا ہے اور اس کا زائل کرنا اس پر لازم نہیں۔

4- یہی حکم نجس دہویں کا ہے اور استجمار کے اثرات کا ہے اور پیشاب کی ان چھینٹوں کا ہے جن کی مقدار سوئی کے ناکے کے برابر ہو۔⁷¹

6- نقصان:

فعل یا حالت کا عام مکلفین کے لئے عام احوال یا ایک حالت میں کسی نقصان پر اس طرح مشتمل ہونا ہے کہ اس کے کرنے میں ان پر تکلیف لازم آئے۔

فقہی نظائر:

1- عقد کے وقت نکاح کا پیغام بھیجنے والے کا منکوحہ کی طرف دیکھنا اگر مشروط قرار دیا جائے تو اس میں نقصان ہے اس لئے کہ بہت سارے لوگ اپنی بیٹیوں اور بہنوں کے معاملے میں اس کے متحمل نہیں ہوتے لہذا اس نقصان کو رفع کرنے کے لئے اس کو شرط قرار نہیں دیا۔⁷²

مرد پر اگر ایک ہی عورت سے شادی کرنے پر اکتفاء کی شرط کو لازم کیا جائے تو یہ مردوں کے لیے ضرر کا سبب ہوگا اسی طرح یہ عورتوں کے لئے بھی ضرر کا سبب ہوگا اس لئے کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے مرد و زن کے اس نقصان کے پیش نظر ایک مرد کو چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دی ہے۔⁷³

باہمی نفرت کے باوجود میاں بیوی کا رشتہ ازدواج میں منسلک رہنا انتہائی تکلیف کا سبب ہے اس لئے شریعت نے طلاق اور خلع کو مشروع فرمایا ہے تاکہ اس ضرر اور تکلیف سے نجات حاصل کی جاسکے۔

7. ضرورت:

کسی فعل یا حالت کا اس طرح واقع ہونا کہ عام احوال میں عام مکلفین یا ایک مکلف عام احوال میں اس کو کرنے پر مجبور ہو جائے اور اس سے بچنا اس کے لئے مشکل ہو جائے :-

فقہی نظائر:

1- بسا اوقات مکلف بیماری کی وجہ سے طبیب کو اپنا ستر دیکھانے پر مجبور ہو جاتا ہے اسی طرح گواہی کی غرض سے اجنبیہ کی طرف دیکھنا بھی مجبوری بن جاتا ہے اسی طرح نکاح کی غرض سے اجنبیہ کو دیکھا جا سکتا ہے اور اگر اس کی حرمت کا حکم لگا یا جائے تو یہ مشقت کا سبب ہو گی، اسی وجہ سے علاج کی غرض سے طبیب کے سامنے ستر کا کھولنا اور گواہی کی غرض سے اجنبیہ اور نکاح کی غرض سے اجنبیہ کی طرف دیکھنا جائز ہے۔⁷⁴

مریض اگر طبیب کے سامنے ستر نہیں کھولے گا تو علاج کیونکر ممکن ہوگا اسی طرح اگر گواہی کے لئے اجنبیہ کو نہیں دیکھا جائے گا تو گواہی کیونکر ممکن ہوگی اسی لئے ضرورت کے پیش نظر اس کو جائز قرار دیا گیا ہے۔

2- حائضہ عورت حج کے بعد اپنی جماعت کے ساتھ سفر کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے تو اگر اس کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ یہاں ٹھہرے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے اور پھر وہ طواف افاضہ ادا کرے تو یہ اس کے لئے مشقت کا سبب ہوگا لہذا اس کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ حالت حیض میں ہی طواف افاضہ کر لے۔ امام ابن تیمیہ اور ابن قیم نے عموم بلوی کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا ہے۔⁷⁵

یہ وہ سات اسباب ہیں جن میں سے کسی ایک کا پایا جانا عموم بلوی کے تحقق کا سبب ہوگا اور عموم بلوی احکام میں تخفیف کا سبب ہوگا۔

عموم بلوی کے معتبر ہونے کی شرائط:

عموم بلوی کے معتبر ہونے کی چھ شرائط ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

پہلی شرط: عموم بلوی نص شرعی کے معارض نہ ہو

نص یا تو ظنی ہوگی یا قطعی، اور ظنی کے لئے کوئی اصل قطعی شاہد ہوگی یا نہیں، اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو حرج نص قطعی سے معارض ہو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور یہی حکم اس نص ظنی کا ہے جو اصل قطعی کی طرف راجع ہو، ایسی صورت میں نص پر عمل کرنا اور حرج کو یونہی چھوڑ دینا ضروری ہے۔⁷⁶

یعنی ابتلاء کسی ممنوع شرعی میں نہ ہو اس لئے کہ بعض فقہاء کے نزدیک نص کے مقابلے میں عموم بلوی معتبر نہیں ہوتا۔ اور اگر عموم بلوی نص سے معارض ہو یعنی ابتلاء کسی ممنوع شرعی میں پایا جائے تو اس کی دو حالتیں ہیں۔

پہلی حالت:

عموم بلوی نص ظنی کے معارض ہو۔

اس بارے میں علماء احناف کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ اختلاف حرم کی گھاس جانوروں کو چرانے کے اندر پیدا ہوا ہے اس اختلاف کے نتیجے سے دو صورتیں سامنے آتی ہیں۔

پہلی صورت عموم بلوی کے مقابلے میں نص ظنی پر عمل کیا جائے

گا۔

دلیل: رسول اکرم ﷺ نے حرم شریف کی کھاس کاٹنے اور جانوروں کو چرانے سے منع فرمایا ہے۔ اس وجہ سے امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک نص

پر عمل کرنا مقدم ہے یہی رائے امام سرخسی کی ہے وہ فرماتے ہیں

إنما تعتبر البلوی فیما لیس فیہ نص بخلافہ فأما مع وجود النص لا معتبر بہ⁷⁷

عموم بلوی اس وقت معتبر ہے جب اس کے خلاف کوئی نص نہ ہو اور

نص کے موجود ہونے کی صورت میں معتبر نہیں ہے۔ ابن نجیم کی بھی یہی

رائے ہے۔⁷⁸ امام احمد کی بھی یہی رائے ہے۔⁷⁹

مالکیہ میں سے امام زرکشی نے بھی حرم کی کھاس کے حرام ہونے پر فقہاء

کا قول نقل کیا ہے۔⁸⁰

دوسری صورت: نص ظنی کے مقابلے میں عموم بلوی پر عمل کیا جائے گا

امام ابو یوسف اور ابن ابی لیلیٰ کے نزدیک عموم بلوی پر عمل کرنا مقدم ہے۔

عطاء بن ابی رباح کا بھی یہی قول ہے۔

شوافع بھی اسی کے قائل ہیں۔⁸¹

امام زیلعی کے کلام سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ وحمل الحشیش متیسر فلا حرج
82

امام ابن ہمام فرماتے ہیں: وما قيل إن البلوى لا تعتبر في موضع للنص
عنده كبول الإنسان ممنوع، بل تعتبر إذا تحققت بالنص النافي للخرج⁸³
اور یہ جو کہا گیا ہے کہ بلوی (امام محمد) کے نزدیک نص کے مقام
پر معتبر نہیں جیسا کہ انسان کا پیشاب کہ یہ ممنوع ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ
اس کا تحقق اس نص کے ساتھ ہے جو حرج کو ختم کرنے والی ہے۔
موسوعة الفقہیہ الكويتیہ میں ہے:

جمہور فقہاء (مالیکہ، شافعیہ، حنابلہ کے یہاں ایک وجہ اور حنفیہ میں
ابو یوسف) کے نزدیک حرم کی گھا س چرانا جائز ہے، اس لئے کہ قربانی کے
جانور حرم میں آتے تھے اور کثرت سے ہوتے تھے لیکن یہ منقول نہیں کہ
لوگ اپنے جانوروں کے منہ بند کر دیتے تھے، نیز اس لئے کہ ان کو اس کی
ضرورت ہے، جیسے اذخر کی۔⁸⁴

ان فقہاء کے اقوال سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عموم بلوی ضرورت کے
قبیل سے ہے اور فقہاء کا کہنا ہے: مواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع
85

کہ ضرورت کے مواضع قواعد شرع سے مستثنیٰ ہیں لہذا نص ظنی سے
تعارض کی صورت میں عموم بلوی معتبر ہے۔
دوسری حالت: عموم بلوی نص قطعی سے معارض ہو۔

اگر عموم بلوی نص قطعی سے معارض ہو تو اس بارے میں بعض
محققین کی رائے ہے اس وقت بھی عموم بلوی معتبر ہو گا۔⁸⁶
دوسری شرط: عموم بلوی ثابت شدہ محض وہم نہ ہو اور عوام و خواص سبھی
اس میں مبتلا ہوں۔ اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: عموم بلوی عین حادثہ میں ثابت ہو اس طرح کہ اس عمل سے بچنا
مشکل ہو اگر معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی اس عمل سے بچنا مشکل نہ ہو
تو پھر عموم بلوی معتبر نہیں۔

مثال: (مکلف واحد کے لئے) ایک شخص کے سامنے دو راستے ہیں
ایک کیچڑ زدہ ہے اور دوسرا محفوظ ہے، اگر محفوظ راستہ ہونے کے باوجود
یہ کیچڑ زدہ راستے پر چلے گا تو یہ اس سے معاف نہ ہوگا اس لئے کہ اس
کیچڑ سے بچنا مشکل نہ تھا۔⁸⁷

جب کیچڑ سے بچنا ممکن ہے اور اس میں مشکل بھی نہیں ہے تو پھر
اس میں عموم بلوی کا تحقق بھی نہیں ہے اس لئے یہ محض وہم ہے۔

مثال: اسی طرح طبیب مریض کے ستر عورت کی طرف صرف اتنی جگہ
دیکھے جس کی طرف دیکھنا انتہائی ضروری ہے یعنی بغیر دیکھے چارہ نہ
ہو اور جس کی ضرورت نہیں اس کو نہ دیکھے۔⁸⁸

ستر عورت میں بھی عموم بلوی کا تحقق صرف اسی حصے یا جگہ میں ہوگا جس کو دیکھے بنا علاج ممکن نہ ہو اور اس سے بے نیا زہونا حرج کا باعث ہو اور بقیہ حصے کو دیکھے بنا چونکہ علاج ممکن ہے اس لئے اس کو دیکھنے کی ضرورت نہیں لہذا اس میں عموم بلوی بھی نہیں۔

دوسری حالت: عموم بلوی تمام مکلفین کے لئے ثابت ہو اور اس کا وقوع اس طرح عام ہو کہ اس بچنا اور بے نیاز ہونا تمام افراد کے لئے مشکل ہو اور ہر خاص و عام کو اس ابتلاء کا سامنا ہو۔ اور اگر کسی فرد واحد یا بعض افراد کا اس بچنا ممکن ہو تو عموم بلوی ان کے لئے متحقق نہ ہو گا باقی افراد کے لئے متحقق ہوگا۔

مثال: مشقت کے لاحق ہونے کی وجہ سے دو نمازوں کے جمع کرنے میں بارش کا عذر معتبر ہے۔⁸⁹

دو نمازوں کو جمع کرنا اس بارش میں جائز ہے جس سے کپڑے بھیگ جائیں اور اس میں نکلنے سے مشقت ہو۔⁹⁰

اگر کسی کے لئے بارش کا ہونا مشقت کا سبب نہ ہو مثلاً: اس کا گھر مسجد کے پڑوس میں ہو یا وہ مسجد میں رہتا ہو یا راستہ سایہ دار ہو، تو ایسی صورت میں بارش کا عذر معتبر نہیں ہے اور اس کے لئے دو نمازوں کے جمع کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں عموم بلوی ثابت شدہ نہیں ہے بلکہ وہم زدہ ہے۔

تیسری شرط: عموم بلوی اس چیز کی طبیعت اور شان سے پیدا ہو نہ کہ مکلف کے تساہل کے پیش نظر خود ساختہ ہو۔

امام نووی اس شرط پر گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں: أن يكون حصول النجاسة بالمشي من غير تعمد فلو تعمد تلطيخ الخف بها وجب الغسل قطعاً.⁹¹ خشک نجاست کے معاف ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اس پر جان بوجھ کر نہ چلا جائے تو اگر موزے کو نجاست سے جان بوجھ کر گندہ کیا تو اب اس پر اس کا دہونا قطعی طور پر واجب ہوگا۔

امام نووی کے کلام سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انجانے میں خشک نجاست پر چلنا عموم بلوی کی وجہ سے تو معاف ہے لیکن جان بوجھ کرنا چلنا عموم بلوی کے تحقق کا سبب نہیں ہے اس لئے نجاست زدہ حصے کو دہونا واجب ہے۔ اس بارے میں امام دسوقی تنبیہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

بعض فقہاء نے بارش کے کیچڑ کی معافی کو اس بات کے ساتھ مقید فرمایا ہے کہ (مکلف) خود اس میں داخل نہ ہو اور اگر وہ خود داخل ہو گیا تو پھر معاف نہیں ہے اس لئے کہ اس نے بلا عذر کے کیچڑ سے محفوظ راستے سے عدول کرتے ہوئے کیچڑ زدہ راستہ پر چلنا ہے۔⁹² مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں عموم بلوی فعل کی طبیعت، شان اور حالت میں سے نہیں ہے بلکہ مکلف کا خود ساختہ ہے اور خود

طاری کردہ ہے۔ اس لئے ایسی جگہوں اور حالات میں عموم بلوی کا تحقق نہیں ہوتا۔

چوتھی شرط: رخصت کے قصد سے عموم بلوی کے تلبس کا قصد نہ کیا جائے۔ بعض فقہاء کی بیان کردہ فروعاً اس شرط کے معتبر ہونے پر دلالت کرتی ہیں جن کی طرف بعض فقہاء حنا بلہ نے اشارہ کیا ہے جیسا کہ بہوتی کی کشف القناع میں ہے: ویجوز لأنتی شرب دواء مباح لحصول الحيض لا قرب رمضان لتقطره⁹³

اس کی مثالیں درج ذیل ہیں: خواتین کے لئے حصول حیض کی دوا پینا جائز ہے لیکن رمضان کے روزے چھوڑنے کی غرض سے پینا جائز نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حصول حیض کی دوا کا استعمال کرنا جائز ہے لیکن اگر اس کے ذریعے روزے چھوڑنے کی رخصت کے حصول کا ارادہ ہو تو پھر جائز نہیں۔ مل وہی درست ہے جو شارع کے قصد کے موافق ہے مثلاً: اگر کوئی شخص زیادہ اجر کے حصول کے لئے خود کو مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ شارع کے قصد کی مخالفت کرتا ہے اس لئے کہ شارع نے تکلیف کے ساتھ نفس مشقت کا قصد نہیں کیا اسی طرح خود ہی رخصتوں کا تلاش کرنا بھی شارع کے قصد کی مخالفت ہے۔

امام شاطبی فرماتے ہیں: کل قصد یخالف قصد الشارع باطل⁹⁴ ہر وہ قصد جو شارع کے قصد کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔ انسان کا حصول رخصت کے لئے خود کو اس معاملے میں مبتلا کرنا جس میں عموم بلوی ہے تو یہ اس کے لئے جائز نہیں۔

مثال: ما جاز لعذر بطل بزواله⁹⁵ جو کسی عذر کی وجہ سے جائز ہو اس کے ختم ہونے سے وہ باطل ہو جاتی ہے۔

جب کوئی امر ممنوع کسی عذر کی وجہ سے جائز ہوگا تو جیسے ہی وہ عذر ختم ہو گا یہ امر ممنوع پھر ممنوع ہو جائے گا جیسے سرکوں کا کیچڑ عموماً بارش کی وجہ سے ہوتا ہے اسی وجہ سے یہ معاف ہے جیسے ہی بارش کے دن ختم ہوں گا یہ عذر بھی ختم ہو جائے گا اس کے ساتھ ہی رخصت بھی ختم ہو جائے گی۔

ترک نماز امر ممنوع ہے لیکن نفاس کے عذر کی وجہ سے ترک نماز کا حکم ہے لیکن جیسے ہی نفاس کا عذر ختم ہوگا ترک نماز کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔ پٹی پر مسح کرنے کے جواز کا حکم زخم کے عذر کی وجہ سے ہے جیسے ہی زخم مندمل ہوگا مسح علی الجبیرۃ کی رخصت کا حکم بھی ختم ہو جائے گا۔

پانچویں شرط: عموم بلوی معصیت سے عبارت نہ ہو یعنی معصیت پر مبنی فعل میں عموم بلوی معتبر نہیں ہے۔

وہ چیزیں جن کی شریعت نے اجازت نہیں دی ان میں سبب تیسیر کے لئے عموم بلوی معتبر نہ ہوگا اس شرط پر دلالت کے لئے فقہاء نے جو فروع بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے: عموم بلوی کی وجہ سے موزوں پر مسح کرنے کی رخصت اس لئے دی گئی ہے کہ وضو کے تکرار کے ساتھ موزوں کے اتارنے کا تکرار لازم آتا ہے۔ اگر ان موزوں کو پہننے والا محرم ہو تو اس کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ اس کا یہ فعل معصیت پر مبنی ہے۔⁹⁶

انسان کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے، اسی لئے عموم بلوی کی وجہ سے ڈھیلے سے استنجاء کی رخصت دی گئی ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی محترم چیز کے ساتھ استنجاء کرے مثلاً کھانے کی اشیاء سے تو اس کا یہ فعل نہ صرف جائز ہے بلکہ معصیت کا سبب ہے اور اس سے اسکا استنجاء بھی نہ ہوگا۔⁹⁷

فقہاء کے ہاں مشہور قاعدہ ہے: الرخص لا تناط بالمعاصی⁹⁸
رخصتیں گناہوں کے ساتھ نہیں جوڑی جاسکتیں۔

اسی طرح فقہاء کا کہنا ہے کہ أن الرخصة نعمة فلا تنال بالمعصية⁹⁹
رخصت ایک نعمت ہے پس اس کو معصیت کے ساتھ نہ ملاؤ۔

علامہ زحیلی فرماتے ہیں: شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے مشہور قول میں معصیت کی غرض سے سفر کرنے اور سفر میں معصیت کرنے میں فرق کیا گیا ہے۔ اگر کسی نے ایسا سفر کیا جو اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ ہے جیسے نافرمان بیوی، ڈاکہ اور لوگوں پر ظلم کرنے کی غرض سے سفر کیا تو ایسے شخص کے لئے نہ تو مردار کا کھانا مباح ہے اور نہ ہی شرعی رخصتوں کا استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لئے کہ رخصتیں گناہوں کے ساتھ نہیں جوڑی جاسکتیں۔¹⁰⁰

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امور معصیت میں عموم بلوی معتبر نہیں ہے اس لئے کہ عموم بلوی سے حاصل ہونے والی رخصتوں کا تعلق ان امور سے ہے جن کی شریعت نے اجازت دی ہے نہ کہ ان چیزوں میں جن سے شریعت نے منع فرمایا ہے۔

حرام اشیاء میں عموم بلوی کا حکم :

جہاں تک ان اشیاء کا حکم ہے جو فی ذاتہ حرام ہیں جیسے جوا کہ سب لوگ اس کو کھیلنا شروع کر دیں یا شراب کہ اس چلن عام ہو جائے یا جسم فروشی عام ہو جائے تو ایسی چیزوں میں عموم بلوی کا حکم جاری نہیں ہوتا اور اشیائے محرمہ پر عموم بلوی کا حکم لگا کر کسی مذہب کے قول ضعیف کو بھی اختیار نہیں کیا جاسکتا مولانا اشرف علی تھانوی اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں:

عموم بلوی کی وجہ سے صرف اختلافیات میں ضعیف قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔ جو چیزیں بالاتفاق حرام ہیں ان میں عموم بلوی کو کوئی اثر نہیں۔¹⁰¹

احسن الفتاویٰ میں مفتی رشید احمد سے رقمطراز ہیں:
ابتلاء عام سے حرام چیزیں حلال نہیں ہوجاتی۔¹⁰²

عموم بلوی کی وجہ سے عدول عن المذہب:

مذاہب اربعہ کا حق ہونا شک و شبہ سے بالاتر ہے بایں وجہ کے ہر ایک نے استنباط مسائل میں دلائل شرعیہ کو مد نظر رکھا ہے اور ہر ایک کے پاس دلائل بھی موجود ہیں۔ اس لئے جب مسلمان اجتماعی طور پر کسی شدید ضرر میں مبتلا ہوجائیں تو ایسی صورت میں کسی دوسرے مسلک پر فتویٰ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

محمد زید مظاہری ندوی "تحفۃ المفتی" میں رقمطراز ہیں:

"... حضرت گنگوہی قدس سرہ نے حضرت تھانوی کو یہ وصیت کی تھی اور حضرت تھانوی نے ہم سے فرمایا کہ آج کل معاملات پیچیدہ ہو گئے ہیں اور اس کی وجہ سے دیندار مسلمان تنگی کا شکار ہیں اس لیے خاص طور سے بیع و شراء اور شرکت وغیرہ کے معاملات میں جہاں بلوی عام ہو، وہاں ائمہ اربعہ میں سے جس امام کے مذہب میں عام لوگوں کے لئے گنجائش کا پہلو ہو اس کو فتویٰ کے لیے اختیار کر لیا جائے۔"¹⁰³

ملفوظات حکیم الامت میں ہے:

عموم بلوی وہاں چل سکتا ہے جہاں مسئلہ مختلف فیہ ہو وہاں اپنا مسلک بوجہ عموم بلوی ترک کر سکتے ہیں۔¹⁰⁴
امداد الاحکام میں ہے:

عموم بلوی کی وجہ سے کہ خاص و عام ایک ناجائز کام میں مبتلا ہوں، ہر ناجائز کام جائز نہیں ہوجاتا، بلکہ جس میں بوجہ اختلاف ائمہ کے کسی درجہ میں جواز کی گنجائش ہو وہاں عموم بلوہ کی وجہ سے کسی دوسرے امام کے قول کو اختیار کر لیا جاتا ہے۔¹⁰⁵

مفتی شبیر احمد قاسمی فرماتے ہیں:

عموم بلوی اور ضرورتِ عامہ دونوں کا مصداق قریب قریب ایک ہی ہے، کبھی ضرورتِ عامہ کو عموم بلوی سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی عموم بلوی کو ضرورتِ عامہ سے تعبیر کرتے ہیں؛ لہذا جس طرح ضرورتِ عامہ کی وجہ سے عدول عن المذہب جائز ہوتا ہے، اسی طرح عموم بلوی کی وجہ سے بھی عدول عن المذہب جائز ہے۔¹⁰⁶

عموم بلوی اور خبر واحد میں تعارض:

عموم بلوی اور خبر واحد میں تعارض کی صورت میں عمل خبر واحد پر ہوگا یا عموم بلوی پر اس بارے میں علماء اصول کا اختلاف ہے۔ یہ اختلاف احناف اور جمہور کا ہے۔

احناف کا موقف:

احناف کا موقف یہ ہے کہ عموم بلوی کی وجہ سے امر محذور کو اختیار کرنے میں اگر کوئی خبر واحد معارض ہو جائے تو خبر واحد کو معمول بہا قرار نہ دے کر ابتلائے عام کی وجہ سے امر محذور کو اختیار کرنے کی اجازت ہو جاتی ہے۔ امام شافعی کا کہنا ہے کہ عموم بلوی کی وجہ سے خبر واحد پر عمل نہیں کیا جائے گا۔¹⁰⁷

اسی بات کو صاحب ”لغة الفقهاء“ نے ان الفاظ سے نقل فرمایا ہے:

قول الحنفية حديث الاحاد لا يعمل به فيما تعم به البلوى، وقولهم: عموم البلوى موجب للرخصة¹⁰⁸

حنفیہ کا قول ہے کہ خبر واحد پر ان چیزوں میں عمل نہیں کیا جائے گا جس میں عموم بلوی ہو۔ اور عموم بلوی رخصت کو ثابت کرنے والا ہے۔

جمہور کا موقف:

جمہور ائمہ کے نزدیک عموم بلوی کے مقابلے میں خبر واحد کو ترجیح حاصل ہوگی۔¹⁰⁹

امام شاطبی فرماتے ہیں کہ خبر واحد کا اگر شریعت کے کسی قاعدہ سے تعارض ہو جائے تو اس پر عمل کرنا جائز ہے یا نہیں، تو اس بارے میں امام ابوحنیفہ کی رائے یہ ہے کہ جائز نہیں، امام شافعی کا کہنا ہے کی جائز ہے جبکہ امام مالک کی معتمد رائے ہے کہ اگر حدیث کی تائید کسی دوسرے قاعدہ سے ہو رہی ہو تو عمل کیا جائے گا وگرنہ نہیں۔¹¹⁰

عموم بلوی اور قول صحابی کا تعارض:

جب عموم بلوی اور قول صحابی کا تعارض ہو جائے تو اس صورت میں قول صحابی کو ترک کر دیا جائے گا اس بارے میں کوئی دو آراء نہیں۔ صاحب ”فواتح الرحموت“ تحریر کرتے ہیں:

وأما فيما عم البلوى به وورد قول الصحابي مخالفا لعمل المبتلين لا يجب الأخذ به بالاتفاق¹¹¹

ایسے مسائل جن میں عموم بلوی ہے اور صحابی کا قول مبتلا ہونے والوں کے عمل کے خلاف ہو تو ایسی صورت بالاتفاق اس پر عمل کرنا واجب نہیں۔

عموم بلوی سے متعلق قواعد فقہیہ:

عموم بلوی سے متعلق سب سے بنیادی قاعدہ المشقة تجلب التيسير ہے یعنی مشقت آسانی لے آتی ہے۔

علامہ سیوطی علماء کا قول نقل کرتے ہیں کہ تمام رخص شرعیہ اور اسباب تخفیف بشمول عموم بلوی کی تخریج قاعدہ المشقة تجلب التيسير کے تحت ہوتی ہے۔¹¹²
 عموم بلوی سے متعلق مزید قواعد درج ذیل ہیں:
 إذا ضاق الأمر اتسع إذا ضاق اتسع¹¹³
 جب کوئی امر تنگ ہوتا ہے تو کشادہ ہوجاتا ہے۔
 الضرورات تبيح المحظورات¹¹⁴
 ضرورتیں ممنوعات کو مباح کرتی ہیں۔
 ما لا يمكن التحرز منه يكون عفواً¹¹⁵
 جس سے بچنا ناممکن ہو وہ معاف ہے۔
 ما جاز لعذر بطل بزواله¹¹⁶

جو چیز کسی عذر کی بناء پر جائز ہوتی ہے تو اس کے زوال کے ساتھ ہی باطل ہوجاتی ہے۔

ما أدى إلى الضيق والحرَج وتنفير الناس عنه كان حكماً ساقطاً¹¹⁷
 جو چیز تنگی وحرَج کی طرف لے جائے اور تنفیر ناس کا سبب ہو اس کا حکم ساقط ہوتا ہے۔

المشقة والحرَج، إنما يعتبران في موضع لا نص في مشقة اور حرَج دونوں کا اعتبار غیر منصوص مقام میں ہی ہوتا ہے، منصوص میں نہیں۔¹¹⁸

من ابتلى ببليتين فليتخير أيسرهما¹¹⁹
 جو شخص دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ ابون کو اختیار کرے۔

لا ينكر تغير الأحكام بتغير الأزمان¹²⁰
 تغیر ازمان سے تغیر احکام کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔
 الضرر يدفع بقدر الإمكان¹²¹
 ضرر کو ممکن حد تک دفع کیا جائے گا۔

مواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع¹²²
 مواقع ضرورت قواعد شرع سے مستثنیٰ ہوا کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

شریعت اسلامیہ نے معاملات اور تمدنی امور میں مکلفین کو غیر معمولی صعوبتوں اور مشقتوں سے بچانے کے لئے اور مرور زمانہ کے ساتھ حالات کی نزاکت اور ناسازگاری کو شریعت کے منشاء و مقاصد سے ہم آہنگ کرنے کے لئے عموم بلوی کی رعایت رکھی ہے اور اس رعایت کا مقصد محارم شریعت کا استحلال یا احکام شریعت کا تعطل نہیں ہے بلکہ شریعت کی دوامی حیثیت کی حفاظت ہے اور عصر حاضر کے بہت سے پیچیدہ مسائل سے نبرہ

آزما ہونے کے لئے اور بہت سی اشیاء جن سے بچنا بہت مشکل ہے جیسا کہ تداویٰ بالمحرم، جیلاٹین کا استعمال، تصویر کشی، الکوحل ملی اشیاء کا استعمال جو کہ ابتلائے عام کی شکل اختیار کر گیا ہے، ان مسائل کے حل لئے عموم بلوی کا اصول فقہاء کو ایک وسیع میدان مہیا کرتا ہے جہاں وہ اجتہادی گھوڑوں کو خوب دوڑا سکتے ہیں اور پیش آمدہ مسائل کو شریعت سے ہم آہنگ کر سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام نے عموم بلوی سے متعلقہ مسائل میں مذہب غیر پر فتویٰ دینے کو بھی جائز کہا ہے۔ لیکن یہ سب اس صورت میں جائز ہے جب کسی چیز میں ابتلائے عام متحقق ہو اور فقہاء کی طے کردہ شرائط پائی جاتی ہوں۔

حواشی و حوالہ جات

- 1 - رازی، محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر، مختار الصحاح، مکتبہ لبنان ناشرون، بیروت، 1995، ص 467؛ کفومی، ابو البقاء، ایوب بن موسیٰ الحسینی، کتاب کلیات، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1998، ص 1046
- 2 - اصفہانی، راغب، ابو القاسم الحسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن، دار المعرفة، لبنان، س-ن، ص 346
- 3 - جرجانی، علی بن محمد بن علی، التعریفات، دار الكتاب العربی، بیروت، الطبعة الاولى، 1405، ص 19
- 4 - برکتی، محمد عمیم الاحسان، قواعد الفقہ، الصدف پبلشرز، کراتشی، 1986، ص 391
- 5 - الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، مترجم، اسلامی فقہ اکیڈمی، انڈیا، ج 31، ص 33
- 6 - لکھنوی، عبد العلی، محمد بن نظام الدین، فواتح الرحموت، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2002، ج 1، ص 243
- 7 - ملاجیون، احمد بن سعید، نور الانوار، تح: حافظ ثناء اللہ الزاہدی، مرکز لامام البخاری للتراث والتحقق، پاکستان، 1998، ج 2، ص 10-11
- 8 - مختار الصحاح، ص 73
- 9 - جزری، ابو السعادات المبارک بن محمد، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثار، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، 1399، ج 1، ص 411
- 10 - افریقی، محمد بن مکرم بن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، س-ن، ج 14، ص 83
- 11 - فراہیدی، ابو عبد الرحمن، خلیل بن احمد، کتاب العین، مؤسسۃ دار الہجرہ، ایران، الطبعة الثانیہ، 1410، ج 8، ص 339؛ کتاب کلیات، ص 367
- 12 - محمد: 31
- 13 - مفردات القرآن، ص 61
- 14 - مناوی، محمد عبد الرؤوف، التعاریف، دار الفکر، بیروت، الطبعة الاولى، 1410، ص 142-143
- 15 - مجمع اللغة العربیۃ، المعجم الوسیط، مکتبۃ الشروق الدولیہ، مصر، الطبعة الرابعہ، 3004، ص 71
- 16 - زیلعی، فخر الدین، عثمان بن علی بن محجن البارعی، تبیین الحقائق، المطبعة الكبرى الأميریۃ، بولاق، القاہرہ، الطبعة الاولى، 1313، ج 6، ص 13
- 17 - رضوی، محمد نظام الدین، مفتی، فقہ اسلامی کے سات بنیادی اصول، والضحی پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان، 2014، ص 161
- 18 - صنعانی، محمد بن اسماعیل الامیر، اجابۃ السائل شرح بغیۃ الأمل، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، الطبعة الاولى، 1986، ص 109

- 19 - سانو، قطب مصطفى، دكتور، معجم مصطلحات اصول الفقه، دار الفكر المعاصر، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى، 2000، ص 299
- 20 - زيدان، عبد الكريم، دكتور، الوجيز في شرح القواعد الفقهية، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الاولى، 2001، ص 61
- 21 - زحيلي، وهبة، دكتور، نظرية الضرورة الشرعية، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة، 1985، ص 123
- 22 - قلجى، محمد رواس، وغيره، معجم لغة الفقهاء، دار النفائس للطباعة والنشر والتوزيع الطبعة الثانية، 1988، ص 110
- 23 - معجم لغة الفقهاء، ص 322
- 24 - غازى، محمود احمد، دكتور، محاضرات فقه، الفيصل ناشران وتاجران كتب، لاهور ص 291
- 25 - عرفانى، عبد المالك، دكتور، اسلامى نظريه ضرورت، شريعة اكيثمي، بين الاقوامى اسلامى يونيورسٹی، اسلام آباد، 2001، ص 75
- 26 - ايضا، ص 83
- 27 - النور: 58
- 28 - النفسى، ابو البركات، عبد الله بن احمد، تفسير النفسى، دار النفائس - بيروت، 2005، ج 3، ص 128؛ الفاسى، ابو العباس، احمد بن محمد، البحر المديد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، 2002، ج 5، ص 150؛ ابن العربى، القاضى، محمد بن عبد الله، احكام القرآن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثالثة، 2003، ج 3، ص 417
- 29 - الحج: 78
- 30 - الحاكم، ابو عبد الله، محمد بن عبد الله بن محمد، المستدرک، تح: مصطفى عبد القادر عطاء، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة: الاولى، 1990، ج 2، ص 424
- 31 - البغوى، ابو محمد الحسين بن مسعود. شرح السنة، تح: شعيب الارنؤوط، المكتب الاسلامى، بيروت، دمشق، الطبعة الثانية، 1983، ج 1، ص 108
- 32 - البقره: 185
- 33 - النساء: 28
- 34 - البقره: 286
- 35 - حنظلى، اسحاق بن ابراهيم ه، مسند اسحاق بن رابويه، مكتبة الايمان، المدينة المنورة، 1991، ج 2، ص 293؛ موسى، ابو يعلى احمد بن على، مسند ابى يعلى، دار المأمون للتراث، دمشق، الطبعة الاولى، 1984، ج 7، ص 345
- 36 - البخارى، ابو عبد الله، محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح البخارى، تح: محمد زهير بن ناصر، الدار طوق النجاة، الطبعة الاولى، 1422، ج 1، ص 16
- 37 - حنبلى، ابو الفرج، عبد الرحمن بن احمد بن رجب، جامع العلوم والحكم، دار المعرفة، بيروت، الطبعة الاولى، 1408، ص 309
- 38 - قشيري، ابو الحسن، مسلم بن الحجاج، دار احياء التراث العربى، بيروت، س-ن، ج 2، ص 1104؛ مسند ابى يعلى، ج 4، ص 174
- 39 - طبرانى، ابو القاسم، سليمان بن حمد، المعجم الكبير، مكتبة العلوم والحكم، الموصل، الطبعة الثانية، 1983، ج 11، ص 213
- 40 - سجستانى، ابو داؤد سليمان بن الاشعث، سنن ابى داود، دار الكتاب العربى، بيروت، س-ن ج 1، ص 29
- 41 - الموسوعة الفقهية الكويتية مترجم، ج 14، ص 267
- 42 - فقه اسلامى كے سات بنيادى اصول ص 172
- 43 - باحسين، يعقوب عبد الوهاب، دكتور، رفع الحرج فى الشريعة الاسلاميه، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الرابعة، 2001، ص 436

- 44 - الدوسرى،مسلم بن محمد بن ماجد عموم البلوى دراسة نظرية تطبيقية، مكتبة الرشد، الرياض، الطبعة الاولى،2000،ص66
- 45 - شيباني،ابو عبد الله محمد بن الحسن، الجامع الصغير، عالم الكتب،بيروت،1406،ص448؛سرخسى،ابى بكر،محمد بن احمد، اصول السرخسى،دار الكتاب العلمية،بيروت، الطبعة الاولى،1993،ج1،ص376؛ ميدانى،عبد الغنى الغنيمى، اللباب في شرح الكتاب،دار الكتاب العربى،بيروت،س-ن،ج1،ص27؛ قرافى،احمد بن ادريس، الذخيرة، دار الغرب، بيروت، 1994، ج1، ص175؛ دمياطى،بكرى،عثمان بن محمد، اعانة الطالبين،دار الفكر ،بيروت،الطبعة الاولى،1997،ج2،ص261؛ مرداوى،ابو الحسن،على بن سليمان، الانصاف، دار احياء التراث العربى،بيروت،الطبعة الاولى،1419،ج1،ص241.
- 46 - زيلعى،فخر الدين عثمان بن على،تبيين الحقائق،دار الكتب الاسلامى، القاهرة،1313،ج1،ص73؛ طحطاوى،احمد بن محمد ، حاشية الطحطاوى، المطبعة الكبرى الاميرية ببولاق،مصر،1318،ص102؛ الذخيرة،ج1،ص175؛ شريبنى،محمد الخطيب،الاقناع، مكتبة دار الفكر، بيروت،1415، ج1،ص237؛ كلوذانى، ابو الخطاب،محفوظ بن احمد، الهداية على مذهب الامام احمدبن حنبل، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع،الكويت،الطبعة الاولى،2004،ص294
- 47 - رعينى،ابو عبد الله،محمد بن محمد،مواهب الجليل،دار عالم الكتب،بيروت،2003،ج1،ص222؛قروى،محمد العربى، الخلاصة الفقهية على مذهب السادة المالكية، دار الكتب العلمية،بيروت،س-ن،ص3؛عز الدين ،عبد العزيز بن عبد السلام، قواعد الاحكام فى مصالح الانام،دار المعارف بيروت،س-ن،ج2،ص8؛ الفروق،ج2،ص342؛ماوردى،ابو الحسن، على بن محمد، الحاوى فى فقه الشافعى،دار الكتب العلمية، بيروت،الطبعة الاولى،1994،ج15،ص48؛ زرکشى،شمس الدين، ابى عبد الله،محمد بن عبد الله، شرح الزرکشى على مختصر الخرقى، دار الكتب العلمية،بيروت، لبنان،2002،ج1،ص493
- 48 - دسوقى،محمد عرفه، حاشية الدسوقى على الشرح الكبير،دار الفكر،بيروت،س-ن،ج1،ص71
- 49 - كشاف القناع،ج1،ص32؛شيبانى، عبد القادر بن عمر بن عبد،نيل المارب،مكتبة الفلاح، الكويت، الطبعة الاولى،1983،ج1،ص41؛ خرشى،محمد بن عبد الله، شرح مختصر خليل للخرشى،دار الفكر،بيروت،س-ن،ج1،ص108؛ نووى،ابو زكريا،يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب،دار الفكر،بيروت،س-ن،ج3،ص135
- 50 - سرخسى،شمس الدين، ابو بكر محمد، المبسوط للسرخسى،دار الفكر ، بيروت،لبنان،الطبعة الاولى،2000،ج11،ص198؛ مواهب الجليل،ج1،ص161؛ مقدسى،عبد الله بن احمد بن قدامة، روضة الناظر وجنة المناظر،جامعة الامام محمد بن سعود، الرياض، الطبعة الثانية، 1399،ص217
- 51 - قرافى،احمد بن ادريس ، الفروق،تح:خليل المنصور،دار الكتب العلمية، بيروت،1998،ج2،ص200؛ الموافقات،ج5،ص262
- 52 - حنبلى،ابو الفرج، عبد الرحمن بن احمد بن رجب،تح:طه عبد الرؤوف سعد،مكتبة الكليات الازهرية،الطبعة الاولى،1971،ص256
- 53 - شامى،ابن عابدين، حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الابصار،دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت،2000،ج1،ص324
- 54 - البخارى ، علاء الدين، عبد العزيز بن احمد ،كشف الاسرار،تح : عبد الله محمود محمد عمر،دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى،1997،ج3،ص114
- 55 - الانصارى ،ابو يحيى،زكريا بن محمد ، فتح الوهاب بشرح منهج الطلاب ،دار الكتب العلمية، بيروت،1418،ج1،ص208؛عبدرى،ابو عبد الله، محمد بن يوسف بنابى القاسم، التاج والاكيل،دار الفكر،بيروت،1398،ج2،ص441؛خضرمى،سالم بن سمير،متن سفينة النجاه، دارالمنهاج، جده، الطبعة الاولى،2009،ص61
- 56 - المبسوط للسرخسى،ج3،ص177

- 57 - شرح مختصر خليل للخرشي، ج2، ص258
- 58 - الزركشى، محمد بن بهادر، المنثور في القواعد، تح: د. تيسير فائق احمد محمود، وزارة الاوقاف والشئون الاسلامية، الكويت، الطبعة الثانية، 1405، ج3، ص170
- 59 - المبسوط للسرخسى، ج، 12، ص28
- 60 - جوزية، ابن قيم، محمد بن ابى بكر بن ايوب، زاد المعاد فى هدى خير العباد، مؤسسة الرسالة، بيروت، السابعة والعشرون، 1994، ج5، ص820؛ سلطان العلماء، ابو محمد، عز الدين عبد العزيز بن عبد السلام، قواعد الاحكام فى مصالح الانام، دار المعارف بيروت، لبنان، س-ن، ج2، ص9
- 61 - عموم البلوى، ص85
- 62 - صحيح بخارى، ج2، ص4
- 63 - المرادوى، علاء الدين، ابو الحسن على بن سليمان، الانصاف، دار احياء التراث العربى بيروت، لبنان، الطبعة الاولى، 1419، ج1، ص149
- 64 - السيوطى، عبد الرحمن بن ابى بكر، الاشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، 1403، ص79؛ الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص80؛ عموم البلوى، ص88-85 ملخصا
- 65 - الاشباه والنظائر للسيوطى، ص426، الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص76؛ جوزية، ابن قيم، محمد بن ابى بكر ايوب، تحفة المودود باحكام المولود، مكتبة دار البيان، دمشق، الطبعة الاولى، 1971، ص218
- 66 - بورنو، محمد صديق بن احمد، دكتور، الوجيز فى ايضاح قواعد الفقه الكليه، مؤسسه الرسالة، بيروت، الطبعة الرابعة، 1996، ص233
- 67 - الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص81؛ الاشباه والنظائر للسيوطى، ص80
- 68 - عموم البلوى، ص110
- 69 - عموم البلوى، ص111
- 70 - المنثور في القواعد، ج1، ص122
- 71 - عموم البلوى، ص110-109
- 72 - عموم البلوى، ص119
- 73 - عموم البلوى، ص119
- 74 - الماوردى، ابو الحسن، على بن محمد بن محمد، الحاوى فى فقه الشافعى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى، 1994، ج9، ص35-36؛ جوينى، امام الحرمين، عبد الملك بن عبد الله، نهاية المطلب فى دراية المذهب، دار المنهاج، الطبعة الاولى، 2007، ج12، ص36؛ عموم البلوى، ص129-128
- 75 - ابن تيمية، ابو العباس، احمد بن عبد الحلليم، مجموع الفتاوى، دار الوفاء، الطبعة الثالثة، 2005، ج26، ص225؛ اعلام الموقعين، تح: طه عبد الرؤوف سعد، دار الجليل، بيروت، 1973، ج3، ص16
- 76 - الموسوعة الفقهية الكويتية، مترجم، ج22، ص333
- 77 - المبسوط للسرخسى، ج4، ص186
- 78 - ابن نجيم، زين العابدين بن ابراهيم، الاشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى، 1980، ص83
- 79 - المقدسى، ابن قدامة، عبد الله بن احمد، المغنى، دار الفكر، بيروت، الطبعة الاولى، 1405، ج3، ص361؛ المجموع، 7، ص495؛ الوجيز فى ايضاح قواعد الفقه، ص228
- 80 - الزركشى، بدر الدين، محمد بن بهادر، البحر المحيط، تح: محمدا تامر، دار الكتب العلمية، بيروت، 2000، ج1، ص546
- 81 - الشيبانى، ابو عبد الله، محمد بن الحسن بن فرقد، المبسوط، تح: ابو الوفا الافغانى، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراتشى، س-ن، ج2، ص460-459؛ المبسوط للسرخسى، ج4، ص186؛ ابو يوسف، يعقوب بن ابراهيم، امام، اختلاف ابى حنيفة وابن ابى ليلى، لجنة احياء المعارف

- النعمانية، الهند، س-ن، 139-138؛ شافعي، ابو عبد الله، محمد بن ادريس، الام، دارالمعرفة، بيروت، 1393، ج7، ص146؛ شرييني، محمد الخطيب، مغنى المحتاج، دار الفكر، بيروت، س-ن، ج1، ص528
- 82 - زيلعي، فخر الدين عثمان بن علي، تبين الحقائق، دار الكتب الاسلامي، القاهرة، 1313، ج2، ص70
- 83 - ابن الهمام، كمال الدين محمد بن عبد الواحد، فتح القدير، دار الفكر، بيروت، س-ن، ج1، ص204
- 84 - موسوعة الفقهاء الكويتية، مترجم، 17، ص228
- 85 - كشف الاسرار، ج3، ص73؛ المبسوط للسرخسي، ج1، ص460؛ علاء الدين الكاساني، بدائع الصنائع، دار الكتاب العربي، بيروت، س-ن، ج1، ص215
- 86 - الباحثين، يعقوب عبد الوهاب، دكتور، رفع الحرج في الشريعة الاسلاميه، مكتبه الرشد، الرياض، 2001، ص101
- 87 - عموم بلوى، ص338
- 88 - عموم بلوى، ص338-339
- 89 - قرطبي، ابو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد، الكافي في فقه اهل المدينة، مكتبة الرياض الحديثه، الرياض، المملكة العربية السعودية، الطبعة الثانية، 1980، ج1، ص193؛ الام، ج7، ص205؛ مجموع الفتاوى، ج24، ص76؛ مروزي، اسحاق بن منصور، مسائل الامام احمد بن حنبل واسحاق بن راهويه، عمادة البحث العلمي، الجامعة الاسلاميه بالمدينة المنورة، المملكة العربية السعودية، الطبعة الاولى، 2002، ج2، ص439
- 90 - وبيه الزحيلي، دكتور، الفقه الاسلامي وادلته، دار الفكر، دمشق، س-ن، ج2، ص509
- 91 - المجموع شرح المهدب، ج2، ص598
- 92 - حاشية الدسوقي، ج1، ص74
- 93 - بهوتى، منصور بن يونس بن ادريس، كشاف القناع عن متن الاقناع، تح: هلال مصيلحي مصطفى هلال، دار الفكر، بيروت، 1، 1402، ص218
- 94 - الموافقات، ج2، ص222
- 95 - الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص86
- 96 - الاشباه والنظائر لسبكي، ج1، ص154
- 97 - الاشباه والنظائر لسبكي، ج1، ص154؛ المنثور في القواعد، ج2، ص168
- 98 - الاشباه والنظائر - سبكي، تاج الدين، عبد الوهاب بن علي، دار الكتب العلمية، الطبعة الاولى، 1991، ج1، ص154؛
- 99 - ابن امير الحاج، التقرير والتحريم، دار الفكر، بيروت، 1996، ج2، ص271؛ شرح التلويح على التوضيح، تفتازانى، سعد الدين مسعود بن عمر، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى، 1996، ج2، ص410
- 100 - الفقه الاسلامي وادلته، ج4، ص158-157؛ كشاف القناع، ج1، ص505 الموسوعة الفقهية الكويتية، ج25، ص33
- 101 - تهانوى، اشرف على، مولانا، ملفوظات حكيم الامت، ادارته تاليفات اشرفيه، ملتان، س-ن، ج13، ص212
- 102 - رشيد احمد، مفتي، احسن الفتاوى، ايچ ايم سعيد كمپني، كراچي، 1418، ج8، ص490
- 103 - ندوي، محمد زيد مظابري، تحفة المفتي، ادارته افادات اشرفيه، لکهنؤ، 1434، ص54
- 104 - تهانوى، اشرف على، مولانا، ملفوظات حكيم الامت، ادارته تاليفات اشرفيه، ملتان، 1427، ج23، ص207
- 105 - عثمانى، ظفر احمد، مولانا، امداد الاحكام، مكتبه دار العلوم كراچي، 2009، ج1، ص213
- 106 - قاسمى، شبيب احمد، مفتي، فتاوى قاسميه، مكتبه اشرفيه، ديوبند، ضلع سهارنپور، الهند، 1437، ج1، ص272-273
- 107 - شاشي، ابو علي، احمد بن محمد بن اسحاق، اصول الشاشي، دار الكتاب العربي، بيروت، 1402، ص284

- 108 - معجم لغة الفقهاء، ص110
- 109 - سمعاني، ابو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار، قواطع الادلة في الاصول، تح: محمد حسن محمد، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى، 1999، ج1، ص356؛ بدران، عبد القادر بن احمد بن مصطفى، المدخل الى مذهب الامام حمد بن حنبل، تح: محمد امين ضناوى دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى، 1996، ص103؛ طوفى، نجم الدين، سليمان بن عبد القوى بن الكريم، شرح مختصر الروضة، تح: عبد الله بن عبد المحسن التركي، مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولى، 1987، ج2، ص233؛ الحقاوى، محمد ابراهيم، دكتور، دراسات اصولية في السنة النبوية، دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، الطبعة الاولى، 1991، ص315
- 110 - الشاطبي، ابراهيم بن موسى بن، الموافقات، تح: ابو عبيدة مشهور بن حسن، دار ابن عفان، الطبعة الاولى، 1997، ج3، ص201
- 111 - فواتح الرحموت، ج2، ص232
- 112 - سيوطي، عبد الرحمن بن ابي بكر، الاشباه والنظائر، دار الكتب العلمية، بيروت، 1403، ص77، بتصرف
- 113 - الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص84؛ الاشباه والنظائر للسبكي، ج1، ص61
- 114 - الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص85؛
- 115 - المبسوط للسرخسي، ج15، ص187؛ بدائع الصنائع، ج1، ص239
- 116 - الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص86؛ الاشباه والنظائر للسيوطي، ص85؛ الزرقا، الشيخ احمد بن محمد، شرح القواعد الفقهية، دار القلم، س-ن، ص110
- 117 - البورنو، محمد صدقي بن احمد، موسوعة القواعد الفقهية، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الاولى، ج9، ص38
- 118 - الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص83
- 119 - الفناري، محمد بن حمزة بن محمد، شمس الدين، فصول البدائع في اصول الشرائع، تح: محمد حسين محمد حسن اسماعيل، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى، 2006، ج1، ص183-184؛ الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص89
- 120 - الاشباه والنظائر لابن نجيم، ص83؛ قواعد الفقه، ص122
- 121 - الفتوحى، ابن النجار، ابو البقاء، محمد بن احمد، شرح الكوكب المنير، تح: محمد الزحيلي، مكتبة العبيكان، الطبعة الثانية، 1997، ج4، ص443؛ شرح القواعد الفقهية، دار القلم، س-ن، ص118
- 122 - كشف الاسرار، ج3، ص73